

2 ایس سی آر

سپریم کورٹ کی رپورٹ

871

18 جولائی 1961

از عدالت الاعظمیٰ

کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی، سٹی II

بنام

شکنت لا اور دو دیگر ان وغیرہ

(ایس۔ کے۔ داس، ایم۔ ہدایت اللہ اور جے۔ سی۔ شاہ، جسٹسز)

انکم ٹیکس۔ ہندو غیر منقسم خاندان کے ممبروں کے نام پر رجسٹرڈ حصہ۔ تقسیم شدہ آمدنی کو تقسیم شدہ منافع سمجھا جاتا ہے۔ کیا خاندان کے ہاتھوں میں تخمینہ لگایا جاسکتا ہے۔ انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 (11 آف 1922)، دفعہ 23 اے۔

ایک ہندو غیر منقسم خاندان ایک کمپنی میں 1842 حصہ سے مستفید ہوا۔ لیکن حصہ خاندان کے مختلف ممبروں کے نام پر رکھے گئے تھے۔ تخمینہ سال 1949-50 کے لئے انکم ٹیکس افسر نے انکم ٹیکس ایکٹ 1922 کی دفعہ 23 اے کی دفعات کا اطلاق کیا (جیسا کہ اس وقت تھا) اور حکم دیا کہ پچھلے سال کمپنی کی تخمینہ آمدنی کا غیر تقسیم شدہ حصہ حصہ داروں میں منافع کے طور پر تقسیم کیا جائے گا۔ 1842 حصہ کی ادائیگی کے بعد منافع کی متناسب رقم کو اس کی آمدنی میں شامل کیا گیا تھا۔ مشترکہ خاندان۔ ٹیکس دہندگان کے اہل خانہ نے دلیل دی کہ دفعہ 23 اے کے تحت تقسیم کیے جانے والے منافع کا اندازہ شیئر ہولڈرز کے ہاتھوں میں ہونا چاہئے نہ کہ فیملی کے ہاتھوں میں۔

قانون کی دفعہ 23 اے کے تحت تقسیم کیے جانے والے منافع کا اندازہ ہندو غیر منقسم خاندان کے ہاتھوں میں نہیں کیا جاسکتا بلکہ اس کا اندازہ صرف اس خاندان کے ممبروں کے ہاتھوں میں لگایا جاسکتا ہے جو کمپنی کے رجسٹرڈ شیئر ہولڈر تھے۔ دفعہ کے واضح الفاظ کے تحت مصنوعی یا تصوراتی آمدنی کو شیئر ہولڈر کی کل

آمدنی میں شامل کرنا تھا۔ دفعہ 23 اے میں لفظ "شیر ہولڈر" سے مراد وہ شخص تھا جسے کپنی کے رجسٹر میں شیر ہولڈر کے طور پر دکھایا گیا تھا۔ دفعہ میں شیر کے فائدہ مند مالک کے بارے میں بات نہیں کی گئی۔ ہندو غیر منقسم خاندان کپنی کا شیر ہولڈر نہیں تھا۔ مقننہ کے ذریعہ نافذ کردہ افسانے کو قانون کی سادہ شرائط تک محدود ہونا چاہئے۔

ایس۔ سی۔ کامبٹا بنام کمشنز آف انکم ٹیکس، بمبئی (1946) 14 آئی ٹی آر 748 اور شرعی شکستہ ملز لمیٹڈ بنام کمشنز آف انکم ٹیکس، بمبئی (1948) 16 آئی ٹی آر 187 کی منظوری دی گئی۔

ہاؤز ٹریڈنگ کو لمیٹڈ بنام کمشنز آف انکم ٹیکس، سینٹرل کلکتہ، (1959) 36 آئی ٹی آر 215 اور چرن داس ہری داس بنام کمشنز آف انکم ٹیکس، بمبئی (1960) 39 آئی ٹی آر 202 نے درخواست دی۔

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار : 1960 کی دیوانی اپیلیٹس نمبر 125، 231 اور 447۔

بمبئی ہائی کورٹ کے 25 ستمبر 1957 کے انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 30، 29 اور 37/57 کے فیصلے اور حکم سے اپیلیٹس۔

درخواست گزار کی طرف سے کے۔ این۔ راجا گوپال شاستری اور ڈی۔ گپتا۔

جواب دہندگان کی طرف سے اے۔ وی۔ وشوناتھ شاستری اور جے۔ بی۔ داداچن جی۔

18 جولائی 1961ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

جسٹس ایس۔ کے۔ داس : اس عدالت کی خصوصی اجازت کے ساتھ ان تینوں اپیلیٹوں کی ایک ساتھ سماعت ہوئی ہے۔ وہ بمبئی ہائی کورٹ میں دائر کیے گئے تین انکم ٹیکس ریفرنسز یعنی 1957 کا انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 29، 1957 کا انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 30 اور 1957 کا انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 37 سے پیدا

ہوتے ہیں۔ تینوں معاملوں میں حقائق ایک جیسے ہیں اور قانون کا جو سوال ہائی کورٹ کو جواب دینا تھا وہ ہر معاملے میں ایک جیسا تھا۔ ہائی کورٹ نے 1957 کے انکم ٹیکس ریفرنس نمبر 29 میں اپنے اہم فیصلے میں اپنا جواب دیا اور دیگر دو ریفرنسز کو اسی جواب کے مطابق نمٹا دیا گیا۔ ان ایبلوں کے مقاصد کے لیے یہ کافی ہوگا کہ ہم ریفرنس نمبر 29 کے حقائق بیان کریں اور پھر اس سوال کی نشاندہی کریں جو فیصلے کے لیے پیدا ہوا اور جو جواب ہائی کورٹ نے دیا۔

نانا لال ہری داس ایک ہندو غیر منقسم خاندان کے کارتا تھے جو کاٹن ایکسپورٹ اینڈ امپورٹ لمیٹڈ (اس کے بعد کپنی کے نام سے جانا جاتا ہے) نامی کپنی میں 1842 حصص سے مستفید ہوتے تھے۔ حصص خاندان کے مختلف ممبروں کے نام پر رکھے گئے تھے جیسا کہ ذیل میں دیا گیا ہے۔

حصص کی تعداد	نام یا ناموں جن میں وہ کھڑے ہیں۔
877	تریبھوندا س ہری داس
815	نانا لال ہری داس
150	نانا لال ہری داس اور
	تریبھوندا س ہری داس

کپنی ایک ایسی کپنی تھی جس میں عوام کو کافی دلچسپی نہیں تھی۔ تخمینہ سال 1949-50 کے لئے متعلقہ انکم ٹیکس افسر نے انڈین انکم ٹیکس ایکٹ، 1922 کی دفعہ 23 اے کی دفعات کا اطلاق کیا (جیسا کہ یہ 1955 کی ترمیم سے پہلے تھا) اور حکم دیا کہ متعلقہ پچھلے سال کی کپنی کی قابل تخمینہ آمدنی کا غیر تقسیم شدہ حصہ انکم ٹیکس کے مقاصد کے لئے شمار کیا جائے اور اس کے سلسلے میں اس کی طرف سے ادا کیے جانے والے انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس کی رقم سے کم کیا جائے۔ کپنی کی متعلقہ جنرل میٹنگ کی تاریخ کے مطابق شیئر ہولڈرز میں منافع کے طور پر تقسیم کیا گیا سمجھا جائے گا۔ 1842 کے حصص کے منافع کی متناسب رقم، منافع کے بعد، 54,307/- روپے تک آگئی۔ اس رقم کو انکم ٹیکس افسر نے مشترکہ خاندان کی آمدنی میں شامل کر دیا۔ ٹیکس دہندگان کے اہل خانہ نے دعویٰ کیا کہ دفعہ 23 اے کے تحت تقسیم کیے گئے منافع کا اندازہ شیئر ہولڈرز کے ہاتھوں میں ہونا چاہیے، یعنی وہ افراد جن کے نام پر حصص کپنی کی کتابوں میں رجسٹرڈ ہیں، نہ کہ ہندو غیر منقسم

خاندان کے ہاتھوں میں، حالانکہ یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ وہ حصص سے فائدہ اٹھانے والے تھے۔ انکم ٹیکس افسر اور ایپیلیٹ اسٹنٹ کمشنر نے اس دلیل کو مسترد کر دیا۔ اس کے بعد یہ معاملہ انکم ٹیکس ایپیلیٹ ٹریبونل میں چلا گیا۔ محکمہ نے ٹریبونل کے سامنے دلیل دی کہ دفعہ 23 اے کی اسکیم اور لفظ "شیر ہولڈر" کے عام ڈکشنری معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی وجہ نہیں ہے کہ دفعہ 23 اے کے معنی کے اندر مشترکہ خاندان کو شیر ہولڈر نہیں ٹھہرایا جانا چاہئے۔ ٹریبونل نے 15 فروری 1957 کے اپنے حکم میں یہ رائے ظاہر کی تھی کہ دفعہ 23 اے کی تشریح جس کے لئے ٹیکس دہندگان نے دلیل دی تھی وہ اس دفعہ کے مقصد کو ناکام کر دے گی، لیکن یہ کہا کہ وہ سپریم کورٹ کمبٹا بمقابلہ ایس سی کیمبٹا کے معاملے میں بمبئی ہائی کورٹ کے فیصلے کا پابند ہے۔ انکم ٹیکس کمشنر، بمبئی اس کے مطابق ٹریبونل نے اپیل منظور کرتے ہوئے متعلقہ انکم ٹیکس افسر کو ہدایت دی کہ وہ ہندو غیر منقسم خاندان کی آمدنی سے منافع آمدنی کو حذف کریں۔ اس کے بعد انکم ٹیکس کمشنر، بمبئی نے ٹریبونل سے درخواست کی کہ قانون کے مندرجہ ذیل سوال کو بمبئی ہائی کورٹ میں بھیج دیا جائے:

انہوں نے سوال کیا کہ کیا 54307 روپے کی منافع آمدنی کا اندازہ ہندو غیر منقسم خاندان کے ہاتھ میں ہوگا؟

ٹریبونل کا خیال تھا کہ یہ سوال اس کے حکم سے پیدا ہوا ہے اور اس کے مطابق ہائی کورٹ کا حوالہ دیا۔

ہائی کورٹ نے 25 ستمبر 1957 کو اپنے حکم کے ذریعے ٹیکس دہندگان کے حق میں سوال کا جواب دیا۔ اس نے کہا کہ کسی آمدنی کے سلسلے میں جو دفعہ 23 اے کی دفعات کے تحت تقسیم سمجھا جاتا ہے، دفعہ کی شرائط میں یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ اس طرح کی تقسیم میں حصص داروں کا متناسب حصہ ان کی آمدنی میں شامل کیا جانا چاہئے۔ اور چونکہ ہندو غیر منقسم خاندان کپنی کارجر ڈشیر ہولڈر نہیں تھا اور نہ ہی ہو سکتا تھا، لہذا مذکورہ رقم کو اس دفعہ کی دفعات کے تحت ہندو غیر منقسم خاندان کی آمدنی کے طور پر نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔ ہائی کورٹ نے اس نقطہ نظر کی دوبارہ توثیق کی جس کا اظہار اس نے ایس۔ سی۔ کمبٹا بنام کمشنر آف انکم ٹیکس بمبئی ((1946) 14 آئی ٹی آر 748) میں اپنے سابقہ فیصلے میں کیا تھا۔

ہائی کورٹ نے اپنے فیصلے سے اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت دینے سے انکار کرتے ہوئے انکم ٹیکس کمشنر، بمبئی نے خصوصی اجازت کے لئے اس عدالت میں درخواست دی اور اس طرح کی اجازت حاصل کرنے کے بعد ان اپیلوں کو اس عدالت میں لایا ہے۔

اب دفعہ 23 اے کے متعلقہ حصے کو پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ فائنالس ایکٹ 1955 میں ترمیم سے پہلے تھا۔

” 23 اے : مخصوص کمپنیوں کے انفرادی ممبروں کا جائزہ لینے کا اختیار۔

(1) جہاں انکم ٹیکس افسر اس بات سے مطمئن ہو کہ کسی بھی پچھلے سال کے حوالے سے کسی کمپنی کی جانب سے چھٹے مہینے کے آخر تک منافع کا حصہ کے طور پر تقسیم کردہ منافع اور منافع عام اجلاس میں کمپنی کے سامنے رکھے جانے کے بعد اس پچھلے سال کی کمپنی کی قابل تخمینہ آمدنی کے ساٹھ فیصد سے بھی کم ہے، جیسا کہ کمپنی کی جانب سے انکم ٹیکس اور اس کے سلسلے میں ادا کیے جانے والے سپر ٹیکس کی رقم سے کم کیا جائے گا، جب تک کہ وہ اس بات سے مطمئن نہ ہو کہ پچھلے سالوں میں کمپنی کو ہونے والے نقصانات یا حاصل ہونے والے منافع کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے، اعلان کردہ منافع سے زیادہ منافع یا بڑے منافع کی ادائیگی غیر معقول ہوگی، انسپکشن اسٹنٹ کمشنر کی سابقہ منظوری سے تحریری طور پر ایک حکم جاری کیا گیا ہے کہ کمپنی کی پچھلے سال کی قابل تخمینہ آمدنی کا غیر تقسیم شدہ حصہ جیسا کہ انکم ٹیکس کے مقاصد کے لئے شمار کیا جاتا ہے اور اس کے سلسلے میں کمپنی کی طرف سے ادا کیے جانے والے انکم ٹیکس اور سپر ٹیکس کی رقم سے کم کیا جاتا ہے، مذکورہ عام اجلاس کی تاریخ کے مطابق شیئر ہولڈرز میں منافع کے طور پر تقسیم کیا جائے گا، اور اس کے بعد ہر شیئر ہولڈر کا متناسب حصہ ایسے شیئر ہولڈر کی کل آمدنی میں شامل کیا جائے گا تاکہ اس کی کل آمدنی کا اندازہ لگایا جاسکے:

بشرطیکہ یہ ذیلی دفعہ کسی ایسی کمپنی پر لاگو نہیں ہوگی جس میں عوام کافی دلچسپی رکھتے ہوں یا ایسی کمپنی کی ماتحت کمپنی پر اگر ایسی ماتحت کمپنی کا پورا حصہ سرمایہ پیرنٹ کمپنی یا اس کے نامزد کردہ افراد کے پاس ہو۔

اصل میں یہ دفعہ ایک خیالی یا تصوراتی منافع کی آمدنی پیدا کرتا ہے جو حقیقت میں شیئر ہولڈر کے ذریعہ وصول نہیں کیا جاتا ہے۔ تصوراتی منافع اس تاریخ کے مطابق تقسیم کیا گیا ہے جس پر پچھلے سال کے

اکاؤنٹس کو ایک عام اجلاس میں کپنی کے سامنے رکھا گیا تھا۔ دفعہ سے یہ واضح ہے کہ اس کے تحت دیا گیا حکم بذات خود تشخیص کا حکم نہیں ہے۔ اس کے بعد دفعہ 23 یا دفعہ 34 کے تحت شیئر ہولڈر کا جائزہ لینا ہوگا۔ دفعہ کی واضح شرائط کے تحت، مصنوعی یا تصوراتی آمدنی کو شیئر ہولڈر کی کل آمدنی میں شامل کرنا ہوگا تاکہ اس کی کل آمدنی کا اندازہ لگایا جاسکے۔ ہائی کورٹ نے ایس۔سی۔کمبٹا بنام کمشنر آف انکم ٹیکس بمبئی ((1946) 14 آئی ٹی آر 748) میں اپنے پہلے کے فیصلے کا حوالہ دیا ہے۔ اس فیصلے میں کہا گیا کہ جہاں ایک حصہ دو یا دو سے زیادہ ناموں میں رجسٹرڈ ہے، رجسٹرڈ ہولڈرز کو افراد کی انجمن کے طور پر سمجھا جاتا ہے انہیں سیکشن 23A کے تحت شیئر ہولڈر کے طور پر شمار کیا جانا چاہیے اور اسی کے مطابق ان کا اندازہ لگایا جانا چاہیے۔ اس میں مزید کہا گیا کہ سیکشن 23A ایکویٹی یا فائدہ مند ملکیت کے بارے میں کچھ نہیں کہتا ہے۔ یہ ایک طریقہ کار کا دفعہ تھا نہ کہ قیمت لگانے والا دفعہ۔ اس نے ایک تصوراتی آمدنی پیدا کی جو مکمل طور پر مصنوعی تھی اور درحقیقت کسی شیئر ہولڈر کی جیب میں موجود نہیں تھی۔ اسی ہائی کورٹ نے شری شکتی ملز لمیٹڈ بنام کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی سٹی ((1948) 16 آئی ٹی آر 187) کے بعد کے فیصلے میں کہا کہ ایکٹ کے دفعہ 18(5) میں بیان کردہ شیئر ہولڈر کا مطلب وہ شخص ہے جسے شیئر ہولڈر کے طور پر دکھایا گیا تھا۔ کپنی کے رجسٹر میں اور یہ صرف ایک کپنی کا شیئر ہولڈر تھا جو ایکٹ کے دفعہ 16(2) اور 18(5) کے تحت قابل اجازت پروویسنگ کے طریقہ کار کا حقدار تھا۔ یہ نظریہ اس عدالت نے ہاؤڈ ٹریڈنگ کو لمیٹڈ بنام کمشنر آف انکم ٹیکس، سنٹرل کلکتہ ((1959) 36 آئی ٹی آر 215) میں قبول کیا جہاں اس نے کہا کہ اس بات کی کوئی درست وجہ موجود نہیں ہے کہ دفعہ 18(5) میں شیئر ہولڈر کا لفظ کیوں استعمال کیا جائے۔ مطلب انڈین پینینز ایکٹ، 1913 میں اسی اظہار کے ذریعہ بیان کردہ شخص کے علاوہ شری شکتی ملز لمیٹڈ بنام کمشنر آف انکم ٹیکس، بمبئی سٹی ((1948) 16 آئی ٹی آر 187) میں بمبئی ہائی کورٹ کے فیصلے کا حوالہ دیا گیا تھا۔ اس موضوع پر ہونے والے فیصلے۔ اسی طرح ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ کیوں دفعہ 23A میں اظہار شیئر ہولڈر کا وہی مطلب نہیں ہونا چاہیے، یعنی کپنی کی کتابوں میں رجسٹرڈ شیئر ہولڈر۔ اگر اظہار شیئر ہولڈر دفعہ 18(5) میں ایک معنی رکھتا ہے اور ایکٹ کے دفعہ 23A میں ایک مختلف معنی رکھتا ہے؛ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ایک ہندو غیر منقسم خاندان جس کو دفعہ 23A کے مقصد سے شیئر ہولڈر سمجھا جاتا ہے وہ ایکٹ کے دفعہ 18(5) کے فائدے کا حقدار نہیں ہوگا۔

درخواست گزار کے وکیل نے اپنی دلیل کی حمایت میں دونوں پر زور دیا ہے کہ دفعہ 23 اے میں

لفظ 'شیئر ہولڈر' سے مراد وہ شخص ہے جو حصص کا مالک ہے، قطع نظر اس کے کہ وہ شخص کچنی کی کتابوں میں شیئر ہولڈر کے طور پر رجسٹرڈ ہے یا نہیں، اس کا پہلا نکتہ یہ ہے کہ اس دفعہ کا مقصد کچنی کے شیئر ہولڈرز کی جانب سے سپر ٹیکس سے بچنے کو روکنا ہے۔ اور اگر حصص کا فائدہ مند مالک ایک ہندو غیر منقسم خاندان ہے، تو وہ خاندان دفعہ 23 اے کے دائرے میں نہیں آئے گا، کیونکہ اس طرح کا ہندو غیر منقسم خاندان کسی کچنی میں شیئر ہولڈر نہیں ہو سکتا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ دفعہ 23 اے پر رکھی گئی تنگ تشریح اس دفعہ کے مقصد کو ہی ختم کر دے گی۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ دفعہ 23 اے کی تشکیل میں اس اصول کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ قانونی فکشن کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جانا چاہیے۔ اس دفعہ کی طرف سے طے شدہ قانونی فکشن یہ ہے کہ منافع کو "عام اجلاس کی تاریخ کے مطابق شیئر ہولڈرز کے درمیان منافع کے طور پر تقسیم کیا جانا چاہئے"۔ اس قانونی افسانے کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جانا چاہیے کہ منافع دراصل ہندو غیر منقسم خاندان نے تقسیم اور وصول کیا تھا۔ اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اگر یہی منافع کچنی کی طرف سے تقسیم کیا جاتا ہے، تو یہ یقینی طور پر ہندو غیر منقسم خاندان کے ہاتھوں میں آمدنی ہوگی جو اپنی آمدنی پر تمام ٹیکس ادا کرنے کا ذمہ دار ہوگا، چاہے وہ حقیقی ہو یا مصنوعی۔

ہمیں نہیں لگتا کہ اپیل کنندہ کی طرف سے زور دیئے گئے دو نکات میں سے کوئی بھی واقعی سوال کا فیصلہ کن ہے۔ یہ سوال دراصل دفعہ 23 اے کی تشریح میں سے ایک ہے، اور ہمیں دفعہ 23 اے کی اپنی شرائط کے حوالے سے تشریح کرنی چاہیے۔ دفعہ میں واضح الفاظ میں کہا گیا ہے کہ "ہر شیئر ہولڈر کا متناسب حصہ شیئر ہولڈر کی کل آمدنی میں شامل کیا جائے گا تاکہ اس کی کل آمدنی کا اندازہ لگایا جاسکے"۔ یہ دفعہ حصہ کے فائدہ مند مالک کے حق میں نہیں ہے۔ یہ صرف شیئر ہولڈر کے بارے میں بات کرتا ہے۔ اس ایکٹ کی دفعہ 18 (5) منافع کی وصولی سے متعلق ہے اور اس میں دو اظہارات ہوتے ہیں۔ "سیکورٹی کا مالک" اور "شیئر ہولڈر"۔ جہاں تک "سیکورٹی کے مالک" کے اظہار کا تعلق ہے تو اس میں شاید ایک فائدہ مند مالک شامل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس عدالت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دفعہ 18 (5) میں لفظ "شیئر ہولڈر" کا مطلب کچنی کی کتابوں میں رجسٹرڈ شیئر ہولڈر ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں، کوئی اچھی وجہ موجود نہیں ہے کہ دفعہ 23 اے میں "شیئر ہولڈر" کا ایک ہی مطلب کیوں نہیں ہوگا۔ دفعہ 23 اے کی ذیلی دفعات (3) اور (4) بھی پوزیشن واضح کرتی ہیں: وہ کچنی کے ممبروں اور ایک ہندو غیر منقسم خاندان کے بارے میں بات کرتے ہیں کیونکہ وہ کچنی کا رکن نہیں ہے۔

اس عدالت نے چرنداس ہری داس بنام کمشنر آف انکم ٹیکس بمبئی (1960) 39 آئی ٹی آر 202 اور کمشنر آف انکم ٹیکس بمبئی بنام نندلال گنڈلال (1960) 40 آئی ٹی آر 1 ایک ہندو غیر منقسم

خاندان کی شراکت داری کے موقف پر غور کیا تھا۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ہندو غیر منقسم خاندان موجودہ معاملے میں کپنی کا حصص دار نہیں تھا۔ لہذا جہاں تک تصوراتی آمدنی کا تعلق ہے تو ہمیں دفعہ 23 اے کی شرائط پر عمل کرنا چاہیے اور اگر دفعہ کے الفاظ میں کوئی خامی ہے تو ہم تشریح کی آڑ میں اس کا علاج نہیں کر سکتے۔ یہاں سوال پارٹرشپ قانون یا ہندو قانون کے نقطہ نظر سے معاملے کا فیصلہ کرنے کا نہیں ہے، جیسا کہ کمشنر آف انکم ٹیکس بمبئی بنام نندلال گنڈلال ((1960) 40 آئی ٹی آر 1) میں ہوا تھا، جس کی وجہ سے اختلاف رائے پیدا ہوا تھا۔ یہاں سوال صرف ایک تشریح کا ہے اور اس تشریح کو دفعہ کی شرائط پر اٹھایا جانا چاہیے۔ مقننہ کے ذریعہ نافذ کردہ افسانے کو قانون کی سادہ شرائط کے ذریعہ محدود کیا جانا چاہئے۔ اور نہ ہی ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ کیسے کہا جاسکتا ہے کہ دفعہ 23A کی تشریح کہ یہ کپنی کی کتابوں میں رجسٹرڈ شیئر ہولڈر تک محدود ہے اس دفعہ کے مقصد کو ناکام بناتی ہے۔ دفعہ اب بھی کپنی کے شیئر ہولڈرز پر لاگو ہوگا اور ان کی آمدنی میں دفعہ 23A کے تحت طے شدہ تصوراتی آمدنی کو شامل کیا جائے گا۔ ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں کہ یہ اصول کہ قانونی افسانے کو اس کے منطقی انجام تک پہنچایا جانا چاہیے، اس کے لیے ہم سے دفعہ کی شرائط سے باہر سفر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے یا 'شیئر ہولڈرز کے اظہار کو ایک ایسا معنی دینا چاہیے جو ظاہر ہے کہ اس سے نہیں ہوتا۔

ان وجوہات کی بناء پر ہمارا خیال ہے کہ عدالت نے اس سوال کا صحیح جواب دیا جس کا حوالہ دیا گیا تھا۔ اس جواب کے پیش نظر ہائی کورٹ نے بجا طور پر کہا کہ اس کا حوالہ دیا گیا دوسرا سوال زیر غور نہیں ہے۔ اس لیے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہ تینوں اپیلیں ناکام ہو جاتی ہیں اور اخراجات کے ساتھ، ایک سماعت کی فیس کے ساتھ خارج ہو جانا چاہیے۔

اپیلیں خارج کر دی گئیں۔